درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
نائب مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی تعظیم المؤمن

مومن کی تعظیم کا بیان

O حدثنا یحیی بن أکثم والجارود بن معاذ قالا أخبرنا الفضل بن موسی أخبرنا الحسین بن واقد عن أوفی بن دلهم عن نافع عن ابن عمر قال: یامعشر من أسلم بلسانه ولم یفض الایمان إلی قلبه لاتؤذوا المسلمین ولا تعیروهم ولاتتبعوا عوراتهم، فإنه من یتبع عورة أخیه المسلم تتبع الله عورته ومن یتبع الله عورته، یفضحه ولو فی جوف رحله. قال ونظر ابن عمر یوماً إلی البیت أو إلی الکعبة فقال: ما أعظمک وأعظم حرمتک، والمؤمن أعظم حرمة عند الله منک ...... هذا حدیث حسن غریب لانعرفه إلا من حدیث الحسین بن واقد...... وقد روی اسحاق بن ابراهیم السمرقندی عن حسین بن واقدنحوه وقد روی عن أبی برزه الاسلمی عن النبی ﷺ نحو هذا۔

ترجمہ: ۔حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ممبر پر چڑھے اور بلند آواز سے پکار کرفرمایا: اے ان لوگوں کی جماعت! جوزبان سے تو اسلام لائے ہیں اور ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا۔ تم مسلمانوں کو نہ ستاؤ اور نہ ان کو شرمندہ کرو اور نہ ان کے چھپے ہوئے عیوب کے پیچھے پڑو۔ کیونکہ جو بھی اپنے (بھائی) مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کے درپے ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھپے عیوب کو ظاہر کرنے لگتا ہے اور جس کے چھپے ہوئے عیوب کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے لگے تو اسے رسوا کردے گا۔ اگر چہ وہ اپنے گھر کے اندرون میں (لوگوں سے چھپا ہوا) ہو۔ (یا سواری کے اوپر ہودج میں محمل نشین ہو)......راوی کہتا ہے کہ ایک دن حضرت ابن عمرؓ نے ''بیت اللہ'' یا ''کعبہ'' کی طرف دیکھا تو

فرمایا: تو کس قدر عظیم ہے اور تیری عظمت کتنی بڑی ہے۔ مگر مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت کے لحاظ سے تجھ سے بھی بڑھ کر ہے۔...... یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے حسین بن واقد کی حدیث کے بغیر نہیں پہچانتے۔ اور اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے بھی حسین بن واقد سے اس قسم کی روایت کی ہے۔ اور ابو برزہ اسلمیؓ سے بھی اس قسم کی روایت منقول ہے جو کہ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

توضیح وتشریح: اس باب میں مسلمانوں کی تعظیم کرنے اور ان کی ایذاء رسانی سے بچنے اور ان کی عزت وآبرو کا لحاظ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ان امور کی مزید تاکید کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خصوصی اہتمام کے ساتھ ممبر پر تشریف فرما ہو کر بلند آواز کے ساتھ فرمایا: یا معشر من أسلم بلسانه ولم یفض الایمان إلی قلبه: یعنی اے ان لوگوں کی جماعت، جنہوں نے زبان سے اسلام لایا ہے اور ایمان ان کے دل کو نہیں پہنچا۔ یہاں زبان سے اسلام لانا یعنی اسلام کا اقرار کرنا، یہ مؤمن اور منافق سب کو شامل ہے اور لم یفض الایمان إلی قلبه میں ایمان سے مراد اصل ایمان اور کمال ایمان دونوں ہے۔

یعنی جو ابھی تک کامل مؤمن نہیں بنا، اس لحاظ سے یہاں منافق اور فاسق دونوں کو یہ خطاب شامل ہے، یعنی اس خطاب سے مقصود محض منافقین نہیں ہے۔ بلکہ مؤمن فاسق بھی مخاطب ہے، اور دلیل اس کی یہ ہے کہ بعد کے جملہ میں "ومن یتبع عورة أخیه مذکور ہے، اور خالص منافق کو مؤمن کا بھائی نہیں کہا جا سکتا۔

لاتوذوا المسلمین ولاتعیروهم۔

یعنی تم کامل مسلمانوں کو نہ ستاؤ اور ان کو طعنہ بھی نہ دیا کرو یعنی کسی عیب اور گناہ کو یاد دلا کر ان کو شرمندہ نہ کرو۔ تعیر کا یہی معنی ہے۔ ماضی میں کئے ہوئے گناہ پر زجر وتوبیخ کرنا اور طعنہ دینا جائز نہیں ہے۔ چاہے اس آدمی کا اس گناہ سے توبہ کرنا معلوم ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر کوئی آدمی فی الحال کسی گناہ میں مبتلا دیکھے تو اس کو زجر وتوبیخ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اس گناہ سے باز آجائے کیونکہ حسب استعداد نہی عن المنکر فرض اور لازم ہے۔

جو مسلمانوں کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا اور شرمندہ کرتا ہے: ولاتتبعوا اعوراتهم:

یعنی ان مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو یعنی مسلمانوں کے جو گناہ اور عیوب ظاہر نہ ہو تو اس کی جستجو اور تلاش کرنا اور اس کے ظاہر کرنے کی کوشش کرنا جائز نہیں۔ اسے تجسس کہا جاتا ہے۔ جس سے قرآن کریم نے "ولا تجسسوا" کہہ کر منع فرمایا ہے۔ جو آدمی مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب کے درپے ہو جاتا ہے تو اللہ اس آدمی کے پوشیدہ عیوب کے درپے ہو کر اسکے چھپے ہوئے عیوب اور گناہوں کو ظاہر فرمادے گا اور جب اللہ تعالیٰ اس کا پردہ لیتا ہے تو پھر کون ہے جو پردہ ڈال سکے۔ وہ آدمی اگر اپنی رہائش گاہ کے خفیہ حصے میں ہے اور اپنے گھر میں اپنے آپ کو محفوظ تصور کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر فرما کر شرمندہ و رسوا کردے گا۔ اور ایک حدیث میں پہلے گزر چکا ہے: من ستر مسلماً

ستر اللہ علیہ فی الدنیا و الاخرۃ۔ یعنی جو آدمی کسی مسلمان کا پردہ رکھے اور اس کے عیب کو چھپا دے، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔

مؤمن کعبہ سے بھی زیادہ محترم ہے: ما أعظمک و أعظم حرمتک و المؤمن اعظم حرمۃ عند اللہ منک: یہ جملہ حضرت ابن عمرؓ نے کعبہ شریف کو دیکھ کر اسے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: یعنی تو کس قدر عظمت والا گھر ہے اور تیرا اعزاز و احترام کتنا بڑا ہے۔ لیکن ایک مؤمن بندہ عزت و احترام کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے بھی بڑا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا احترام کعبہ شریفہ سے بھی زیاد ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　　از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

اور پشتو زبان کے سب سے زیادہ مشہور صوفی شاعر عبدالرحمٰن بابا فرماتے ہیں:

دہ خلیل ؑ تر کعبے دا کعبہ دہ لویہ　　　چہ خوك جوڑ كاندو ويران حرم دہ زڑہ

یعنی حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ سے یہ کعبہ بڑا ہے کہ کوئی کسی مومن کے دل کے ویران حرم کو آباد کرے۔ پس اگر کوئی آدمی العیاذ باللہ کعبہ پر تھوکتا ہے یا اس کے پردوں کو چیر پھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور کعبہ کی بے حرمتی کرتا ہے تو یہ آدمی کتنا بڑا مجرم معلوم ہوگا۔ اس پر لوگوں کے غم و غصہ کی انتہا نہ رہے گی۔ مسلمان کی بے حرمتی اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلم معاشرہ میں آج کل مسلمان کی بے حرمتی روزمرہ معمول بن گیا ہے اور بڑی لاپرواہی کے ساتھ مسلمان اپنے بھائی (مسلمان) کے خونریزی اور آبروریزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس کو معمولی نہ سمجھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

امام نماز سے فارغ ہونے کے بعد روبقبلہ رہے یا مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے

ہمارے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ امام فارغ ہونے کے بعد بقدر "اللھم انت السلام الخ" پڑھنے سے زیادہ اپنی جگہ پر قبلہ رو ہو کر نہ بیٹھے، ایسا کرنا مکروہ ہے، بلکہ اگر اس فرض کے بعد سنت نماز ہو تو فوراً اٹھے اور جگہ تبدیل کر کے سنت پڑھے۔ اور اگر سنت نہ ہو تو پھر یا اٹھ کر جدھر چاہے چلے جائے اور یا لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھے۔ یہاں ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر مقتدی دس آدمی یا اس سے زیادہ ہوں تو پھر امام لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے کیونکہ دس آدمیوں کا احترام کعبہ سے زیادہ ہے، اور اگر دس آدمیوں سے مقتدی کم ہوں تو پھر امام روبقبلہ بیٹھے کیونکہ اتنے کم آدمیوں سے کعبہ کا احترام زیادہ ہے۔ لیکن جمہور فقہاء کرام نے اس قول کی تردید کی ہے، اور اس کی اس علت کو غلط اور بے اصل قرار دیا ہے، (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی جو کبیری کے کام سے مشہور رہے) کہ یہ درست نہیں کہ دس آدمیوں سے کم ہو تو پھر قبلہ کا احترام زیادہ ہے لہذا امام روبقبلہ بیٹھے، بلکہ حق یہ ہے کہ ایک مؤمن کا احترام بھی قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے لہذا بہرصورت امام فراغت کے بعد: اللھم انت السلام الخ پڑھنے کے اندازے سے زیادہ نہ

بیٹھے بلکہ یا تو اٹھ کر چلا جائے اور یا لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھے اور اذکار و اوراد پڑھے۔

باب ماجاء فی التجارب

تجربات کا بیان

○ حدثنا قتيبة أخبرنا عبدالله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن دراج عن أبي الهيثم عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ: لاحليم إلاذو عثرة ولاحكيم الا ذوتجربة ۔ ...... هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه:

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلیم اور بردبار نہیں ہوتا مگر لغزش والا، اور حکیم وعقلمند نہیں ہوتا مگر تجربہ والا۔...... یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے۔

توضیح وتشریح:

تجارب تجربہ کی جمع ہے۔ تجربات جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی عقل میں پختگی آتی ہے۔''انسان حکیم، دانا، اور عقلمند بن جاتا ہے، اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سل المجرب ولا تسئل الحکیم "یعنی تجربہ کار سے پوچھو، حکیم اور عقلمند سے نہ پوچھو۔ یعنی جو آدمی تجربہ کار ہوں یہی دراصل حکیم اور دانا بھی ہے۔ اس سے پوچھو اور جو آدمی دانا، عقلمند تو ہو لیکن تجربات پر سے گزر کر نہ آیا ہو تو اس کی حکمت و دانائی میں پختگی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس سے پوچھنا نہیں چاہیے۔

لاحلیم الا ذو عثرة:

یعنی بردبار اور حلیم وہ آدمی ہوتا ہے جس نے ٹھوکریں کھائی ہوں، اور اس پر شدائد و مصائب آئے ہوں ان کو برداشت کرنے کے بعد ہی انسان بردبار اور حلیم الطبع بن جاتا ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ حلیم اور صبر و تحمل کرنے والا وہ ہوتا ہے جس سے کوئی لغزش ہوتی ہو، لغزش اور غلطی صادر ہونے والا شخص عفو کا طلب گار رہتا ہے۔ جب اس کو معاف کر دیا جائے تو یہ آدمی عفو اور درگزر کا درجہ اور اہمیت پہنچانے گا۔ پھر اگر دوسروں سے لغزش ہو جائے گی تو یہ بھی ان کو عفو کرے گا اور اس طرح وہ حلیم بن جائے گا۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: کہ روایت کا مطلب یہ ہے کہ کوتاہیوں سے صرف نظر ایسا شخص کر سکتا ہے جو خود کوتاہیوں کا مرتکب رہا ہو، خواہ اسکو معاف کر دیا گیا ہو یا سزا دی گئی ہو۔ ایسے شخص میں حلم پیدا ہوگا، اور دوسروں کے حق میں وہ حلیم ثابت ہوگا۔

بعض نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ مراد یہ ہو، لاحلیم الا وقد یعثر۔ یعنی کوئی بھی حلیم نہیں ہوتا مگر کبھی کبھی ضرور اس سے لغزش ہوگی۔ یعنی بہت بڑا حلیم، و بردبار آدمی بھی کبھی کبھی غصہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے صبر و حلم کا جام لبریز ہو جاتا

ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ "نعوذ بالله من غضب الحليم" بردبار اور صبر والے آدمی کے غصہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ کیونکہ حلیم الطبع انسان جب غصہ میں آجاتا ہے تو اسکا غصہ بہت شدید ہوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنی چاہیے۔ حاصل اس قول کے مطابق یہ ہوگا کہ بہت بڑے بڑے بردبار آدمی بھی کبھی کبھی حالات سے مغلوب ہو کر غصہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ لکل عالم زلة ۔ ولکل سیف نبوة ولکل جواد کبوة۔ ہر عالم سے لغزش ہوتی ہے۔ اور ہر تلوار کیلئے اچٹ جانا ہے اور ہر تیز رفتار گھوڑے کیلئے ایک مرتبہ منہ کے بل گرنا ہے، یعنی ہر باکمال مخلوق میں عیب بھی ہوتا ہے اور اس سے اس کمال کی ضد یعنی نقص، قصور اور فتور بھی ظاہر ہوتا ہے، پس ہر عالم چاہے جتنا بڑا عالم، بڑے محقق ہو اس کے لئے خطا اور لغزش ہوتی ہے۔ کتنی ہی عمدہ اور اچھی تلوار ہو، کبھی کبھی اچٹ جاتی ہے۔ نیز بالآخر کند پڑ جاتی ہے۔ اور ہر عمدہ اور تیز رفتار گھوڑا کبھی ٹھوکر کھاتا ہے اور منہ کے بل گر جاتا ہے۔ یہ تو ایک اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے جو کہ تمام صفات کمال کے لئے جامع ہے اور تمام عیوب اور نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کامل ہیں ان میں نہ کبھی نقص، قصور اور فتور آیا ہے اور نہ کبھی آئے گا۔

ولا حکیم الا ذو تجربة:

یعنی دانا اور حکیم وہ ہوتا ہے جو صاحب تجربہ ہو۔ یعنی جسے دینی اور دینوی امور کا تجربہ ہو، بہت سے مختلف حالات اور واقعات اس کے سامنے گزر گئے ہوں، اور ان حالات و واقعات کے مصالح و مفاسد اس کے سامنے آچکے ہوں، پس ایسا آدمی جو بھی کام انجام دیتا ہے اس کام کے نتیجے میں آنے والے مصالح و مفاسد پر نگاہ رکھ کر انجام دیتا ہے، لہذا اس کے انجام دیئے ہوئے امور میں خیر کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے، اور ان کے نتیجے میں شر اور نقصان بہت کم سامنے آتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے طبی حکیم مراد ہے، یعنی کامل طبیب اور ڈاکٹر وہ ہوتا ہے جو کہ فن طب کا علم بھی حاصل کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو تجربہ بھی ہو جائے، مختلف قسم کے مریض اس کے سامنے سے گزر جائے، ان کے امراض اور ان کے لئے تجویز کردہ ادویہ اور اس کے نتیجے میں آنے والے کے حالات نے اس کو اپنے فن میں پختہ بنایا ہو، امراض اور ادویہ میں تجربہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو لوگوں کے مزاج کا بھی تجربہ ہو چکا ہو تو یہ کامل حکیم ہوتا ہے، اور جو صرف فن کی کتابیں پڑھ لیں اور ڈگریاں حاصل کریں لیکن عملی تجربہ نہ ہو تو اس میں یہ کمزوری ابھی باقی ہے اور وہ اپنے فن میں پختہ نہیں ہے۔

هذا حديث حسن غريب: اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنے صحیح "صحیح ابن حبان" اور حاکم نے اپنے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔ اور علامہ مناوی نے شرح الجامع الصغیر میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)